تعاون کر رہے ہیں۔ ان دنوں "سنٹر" نے دوسرے ملکوں سے آنے والے مہمان طلبہ و طالبات کے لیے اسلام پر دو کورسوں کا اہتمام ہے۔ ایک کورس کا عنوان ہے "پاکستانی اسلام: سماجی، ثقافتی اور سیاسی پہلو" - دوسرے کورس میں "اقلیتی تناظر میں مکالمے اور مسلم - مسیحی تعلقات" کا جائزہ لیا جائے گا۔

"اسلام کا مطالعہ پاکستان میں کیجیے" کی سرخی لگا کر "دی کرسچن وائس" (بابت ۸ دسمبر ۱۹۹۶ء) نے "سنٹر" اور اِس کے کورسوں کا تعارف لکھا ہے۔ مغرب کے متوقع طلبہ و طالبات کو اِن الفاظ میں اپیل کیا گیا ہے۔

> پاکستان میں مسیحی - مسلم تعلقات اور اسلام کا مطالعہ غیر ملکیوں کے لیے ایک بے مثال موقع ہے۔ مملکتِ پاکستان کی تشکیل و تعمیر میں اسلام کا کردار محدود سطح پر اُن تمام مسائل کی تصویر پیش کرتا ہے جن سے آج توانا و متحرک دین کے طور پر اسلام کو سمجھا جا سکتا ہے۔ مزید براں آج کے یورپ کی بہت سی مسلم برادریوں کا تعلق برصغیر سے ہے، اِس لحاظ سے مغربی دُنیا میں مسلم - مسیحی روابط سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے برصغیر کے سماجی، سیاسی اور ثقافتی پس منظر کے بارے میں آگاہی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں اقلیتیں اپنے حقوق اور کثیر لسانی و نسلی صورتِ حال میں جن مسائل سے دوچار ہیں، متعدّد حوالوں سے یہ اُن مسائل کا ہوبہو عکس ہیں جن کا مغربی دُنیا میں مسلمان اقلیتی برادریوں کو سامنا ہے۔ آخری بات کے طور پر پاکستان میں مسیحی برادری کے تجربات اور جدوجہد مسیحی دین کی تفہیم میں ایک نئی الٰہیاتی بصیرت کا باعث بن سکتی ہے۔

بے نظیر حکومت کی برطرفی پر بشپ جان جوزف کا ردّعمل

"بے نظیر بھٹو ایک پڑھی لکھی اور ذہین خاتون ہونے کے باوجود اپنے بارہ سو سالہ شجرۂ نسب پر غرور کرتے ہوئے خود کو "سپر لیڈی" تصوّر کرتی رہیں۔ اُنھوں نے اپنے حالیہ دورِ اقتدار میں صدر کو کوئی اہمیت نہ دی اور عدلیہ کا سرِ عام مذاق اڑایا، اور عوامی رائے کے مطابق اُن کا شوہر آصف زرداری ان کی سیاسی زندگی کا سب سے زیادہ منفی پہلو ثابت ہوا۔ انگریزی روز نامہ "دی نیشن" میں شائع ہونے والے فیصل آباد کے بشپ ڈاکٹر جان جوزف نے اپنے خصوصی تجزیہ میں کہا ہے کہ بے نظیر حکومت کی غیر مقبولیت میں افراطِ زر کی بڑھتی ہوئی شرح اور مہنگائی نے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ عام آدمی کے لیے زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا، اس لیے اُن کی حکومت کی برطرفی کی خبر پر پورے ملک میں خوشیاں منائی اور

مٹھائیاں بانٹی گئیں۔ عام آدمی حکومت کی برطرفی پر اِس لیے خوش ہے کہ وہ اپنے مسائل کا حل چاہتا ہے، آئندہ حکومت سے صورت حال کی تبدیلی کی امیدیں لگائے بیٹھا ہے۔ تاجر طبقے نے حکومت کی برطرفی پر سکھ کا سانس لیا ہے، اُسے بھی شیر پرائس انڈکس میں اضافے کی توقع ہے۔ بنیاد پرست مذہبی جماعتیں لبرل حکومت کی برطرفی پر شکرانے کے نوافل ادا کر رہی ہیں۔ گزشتہ الیکشن میں شکست کھا جانے والے ایک چانس ملنے پر خوش ہیں، تاہم عوام کی اکثریت نگران حکومت کے الیکشن کے لیے نوے دن کے وعدے کو بھی ضیاء الحق کے وعدے کی طرح شک کی نظر سے دیکھ رہی ہے۔" (ماہنامہ "مکاشفہ"، فیصل آباد ـــــ نومبر ۱۹۹۶ء)

متفرّق

امریکن یونیورسٹی (واشنگٹن) میں "اسلامی امن" کا شعبہ قائم کر دیا گیا ہے۔

"امریکن یونیورسٹی" ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک قدیم یونیورسٹی ہے جو ۱۸۹۳ء میں یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ کے زیر اہتمام قائم ہوئی تھی۔ یہ ایک خود مختار اعلیٰ تعلیمی و تدریسی ادارہ ہے۔ اِس وقت یونیورسٹی میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تمام ریاستوں اور ۱۴۰ دوسرے ملکوں کے گیارہ ہزار دو سو طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

یونیورسٹی کو حال ہی میں سعودی عرب کے ڈاکٹر محمد سعید فارسی نے ۳۶ لاکھ ڈالر کا عطیہ دیا ہے۔ اِس عطیہ سے یونیورسٹی نے "محمد سعید فارسی شعبہ برائے اسلامی امن" قائم کیا ہے۔ یونیورسٹی کے صدر جناب بنجمن لاڈنر نے نئے شعبے کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ "یہ شعبہ اسلامی اقدار و روایات کا مطالعہ کرنے، اُنہیں سمجھنے اور عالمگیر امن، عالمی برادری اور انسانی یک جہتی کے لیے اسلام کی خدمات جاننے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔"

شعبے کے تحت "معاشرتی انصاف، ماحول، تنازعات کے تصفیے، ثقافتی تنوّع اور حکمرانی کے ساتھ امن سازی میں مسلمانوں کے عصری اور تاریخی کردار کا جائزہ تعلیم و تدریس اور علمی کانفرنسوں کے ذریعے کیا جائے گا۔" اِس نئے شعبے کے پہلے انچارج پروفیسر عبدالعزیز سعید ہوں گے جو امریکن یونیورسٹی کے "امن و تصفیہ تنازعات" کے مطالعاتی پروگرام کے بانی اور ڈائریکٹر ہیں۔ پروفیسر سعید کو یونیورسٹی میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوئے چالیس برس ہو گئے ہیں۔

نئے شعبے کے اجراء پر پروفیسر عبدالعزیز سعید نے کہا کہ "ہمیں اسلام کے مسلسل کردار کو خود